چند یادیں چند باتیں

ایک عظیم مؤرخ اہل حدیث

از حافظ ریاض احمد عاقب اثری نزیل مکہ مکرمہ

پیام اجل جب آجائے تو پھر بڑے سے بڑا انسان بھی اس سے بھاگ نہیں سکتا۔ یہ رب ذوالجلال واکرام کا بنایا ہی نظام ہے۔ اسے کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ موت ایک حقیقت ہے۔ اس سے کسی کو بھی مفر نہیں لیکن ایک عام انسان کی موت اور ایک عالم کی موت میں بڑا فرق ہے۔ یہ جملہ بڑا مشہور ہے "موت العالم موت العالَم"۔ ایک عالم کی موت دنیا جہاں کی موت ہے۔ عالم کی موت کا صدمہ بڑا گہرا صدمہ ہے۔ مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پڑھ کر بڑا دکھ ہوا۔ ابھی ایک ماہ قبل مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد بھٹی صاحب سے تفصیلی گفتگو ہوئی تھی، وہ بڑے خوش ہوئے تھے اور میری کامیابی کی دعا کرتے رہے۔

وہ تو ایسے عظیم مرتبت عالم و محقق تھے کہ ان کی زندگی میں ہی کئی ریسرچ سکالرز نے اپنے مقالات ان کی شخصیت وخدمات پر تحریر کیے۔ ہمارے صاحب قلم دوست مولانا محمد رمضان یوسف سلفی نے ان پر مستقل کتاب مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حیات وخدمات تحریر کی۔ جسے ہمارے بھائی مولانا عبدالحنان جانباز نے شاندار انداز میں طبع کرایا۔ خود بھٹی صاحب نے اپنی خودنوشت "گزر گئی گزران" کے نام سے تحریر کی جو 466 صفحات میں کتاب سرائے لاہور سے شائع ہوئی۔

مولانا گرامی جماعت اہل حدیث کے وہ واحد نامور قلم کار، منفرد خاکہ نویس، صاحب طرز ادیب اور عظیم مؤرخ تھے کہ جب سے وہ قلم وقرطاس سے وابستہ ہوئے پیرانہ سالی تک وہ مسلسل لکھتے ہی رہے۔

تقریباً چالیس سے زائد ضخیم کتب ان کے اشہب قلم سے ضبط تحریر ہوئی۔ آپ کی کاوش

زیادہ تر سوانحِ حیات اور خاکہ نگاری پر ہے۔

علاوہ ازیں مولانا صاحب نے پنجاب یونیورسٹی کے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں مختلف موضوعات پر پچاس سے زائد مقالات لکھے۔ ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن میں مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ہفت روزہ الاعتصام لاہور اور ماہنامہ "المعارف" لاہور کے کافی عرصہ مدیر رہے۔ اپنا اخبار سہ روزہ "منہاج" کے نام سے شروع کیا۔ جو چودہ ماہ جاری رہا۔اس کے علاوہ درجنوں کتب پر مقدمات اور جماعتی رسائل اور جرائد میں کئی مضامین تحریر کیے۔

مختصر یہ کہ وہ اس دور کے نامور مصنف، صاحب طرز ادیب اور بہترین انشا پرداز تھے۔ان کی تصنیف کا شہرہ ہندو پاک کے دور دراز علاقوں تک پہنچا۔ان کی عظمت اور خدمات و مساعی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے مختلف مقامات پر تقاریب منعقد ہوئیں۔مولانا عارف جاوید محمدی صاحب کی کاوش سے کویت میں 2007ء میں مولانا بھٹی صاحب کے اعزاز میں ایک شاندار تقریب کا انعقاد ہوا۔جس میں علمائے کرام نے بھٹی صاحب کی خدمات جلیلہ کو خوب سراہا اور ان کی تحریری خدمات کے پیش نظر انھیں "مؤرخ اہل حدیث" کے خطاب سے نوازا گیا۔

واقعی وہ عظیم عالم اور مصنف تھے۔زمانہ طالب علمی میں راقم ان کی کتب بڑے شوق سے پڑھتا رہا۔بعد میں مولانا بھٹی صاحب سے ایسا مضبوط تعلق استوار ہوا جو الحمدللہ ان کے آخری ایام تک برقرار رہا۔میری پہلی ملاقات کا سبب "مولانا عبدالتواب محدث ملتانی" نامی کتاب ہے۔ راقم اس کتاب پر مقدمہ لکھوانے کی غرض سے ان کے دولت خانہ لاہور حاضر ہوا۔دروازے پر دستک دی تو ایک سادہ سا انسان نمودار ہوا۔

میں نے کہا: مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب سے ملاقات کی غرض سے آیا ہوں۔فرمانے لگے وہ آپ کے سامنے کھڑا ہے۔بڑے تپاک سے ملے۔بیٹھک میں بٹھایا، خاطر تواضع کے بعد کافی دیر حال واحوال دریافت کرتے رہے۔میرے تحریری کام سے بڑے خوش ہوئے۔میرے تحریری کام سے بڑے خوش ہوئے۔بڑے اچھے انداز سے رہنمائی فرمائی اور قلیل مدت میں کتاب پر مقدمہ لکھ کر ارسال کر دیا۔راقم ان کی سادہ مزاجی، اعلیٰ ظرفی اور مشفقانہ انداز سے بڑا متاثر ہوا اور

یہ تاثر ان کی آخری عمر تک قائم رہا۔

اتنے بڑے مصنف وقلم کار ہونے کے باوجود میں عاجزی انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ کبر وعناد، غیظ وغضب اور غصے سے خالی تھے۔اپنی بذلہ سنجی اور باغ وبہار طبیعت سے محفل کو کشت زعفران بنادیتے تھے۔ان کی یہ عظمت اور بڑا پن تھا کہ ہم جیسے چھوٹوں پر دستِ شفقت رکھے ہوئے تھے۔جب بھی کوئی میرا مضمون جماعتی مجلّہ میں شائع ہوتا تو فون کر کے حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ وہ چھوٹے بڑے عالم دین کے بڑے قدردان تھے۔ان کی کتب اس پر شاہد ہیں ایک سال قبل ملتان شہر سے راقم نے مجلّہ نکالنے کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے بھٹی صاحب سے مشورہ کیا، وہ بڑے خوش ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ مجلّہ کا نام بھی بتادیں۔فرمانے لگے: منہاج کے نام سے جاری کرلیں۔راقم نے الحمدللہ المنہاج کے نام سے مجلّہ جاری کیا اور مجلس ادارت میں مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کا نام سرفہرست رکھا۔

بھٹی صاحب ہمارے لیے بڑے مشفق اور محسن ثابت ہوئے انھوں نے راقم کی قدم بقدم راہنمائی فرمائی۔ان کے کئی خطوط راقم کے پاس موجود ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں۔وہ ایک عظیم مؤرخ تھے کہ انھوں نے علمائے اہل حدیث کی تاریخ کو گوشہ تنہائی سے نکال کر شہرت دوام بخشی۔ انھوں نے علمائے اہل حدیث کے تراجم میں بخل سے کام نہیں لیا۔اور ہر ایک کا تذکرہ دلنشین انداز سے کیا ہے۔ان کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ انھوں نے ناچیز کا ایک مستقل مضمون کی صورت میں اپنی کتاب "چمنستان حدیث" میں تحریر کیا۔وہ ہمیشہ دوسروں کو بھی تذکرہ نگاری پر ابھارا کرتے تھے۔ ان کی ہدایت پر راقم نے کئی علمائے اہل حدیث ملتان کے احوال قلمبند کیے۔اس عظیم انسان کے بارے میں یادیں اور باتیں تو بہت ہیں، لیکن وقت کی قلت درمیان میں اڑے ہے۔جو کچھ راقم نے لکھا ہے وہ بلا مبالغہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا بھٹی صاحب کی بشری لغزشات معاف فرما کر انھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان اور لواحقین کو صبر وجمیل سے نوازے۔آمین